## [Former air chief dies](https://www.dawn.com/news/1522829/former-air-chief-dies)

THE DAILY DAWN

December 18, 2019

LAHORE: Air Marshal Zafar Chaudhry, a former chief of the Pakistan Air Force, passed away on Tuesday. He was the father of Lt Col Omar Chaudhry. His funeral prayers will be offered at 119E, Miran Khan Road, St John’s Park, Lahore Cantonment, at 11am on Thursday (tomorrow).

Published in Dawn, December 18th, 2019

[**https://www.dawn.com/news/1522829/former-air-chief-dies**](https://www.dawn.com/news/1522829/former-air-chief-dies)

# میڈم اسسٹنٹ کمشنر اٹک کی تقریر اور عقیدے کی چھلنی

[17/12/2019](https://www.humsub.com.pk/288766/saleem-malik-155/)

ہم سب

 [سلیم ملک](https://www.humsub.com.pk/author/salim-malik/)

پہلے میڈم اے سی اٹک صاحبہ کی انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر کی گئی اسلام اور آئین پاکستان مخالف تقریر

ملاحظہ فرمائیں۔

**”۔ اور دیکھیں کہ عورتوں کے حقوق۔ کتنے ضروری ہیں اور خواتین کا احترام کرنے سے آپ کتنے بہترین شہری بن سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو نان مسلمز پاکستانی کے رائیٹس ہیں۔ میں سنی ہوں، یہ تو شیعہ ہے یا یہ تو احمدی ہے، آپ نے کسی کو کسی بھی بیسز (بنیاد پر) ڈسکرمینیٹ (تفریق) نہیں کرنا، آپ کا اپنا مذہبی عقیدہ ہے اور ان کا اپنا مذہب ہے۔ ہر ایک کے مذہب کو ریسپیکٹ (عزت) دیں کیونکہ ہمارے قران پاک میں اللہ تعالی کا حکم ہے کہ کسی کے مذہب کو برا مت کہو ایسا نہ ہو کہ وہ نادانی میں آپ کے مذہب کو برا کہے۔ تو تمام مذاہب کو اہمیت دیں۔**

**آپ کو بھی کہوں گی کہ یہ مائینارٹی (اقلیت) کا لفظ ٹھیک نہیں ہے نان مسلم پاکستانی۔ ہمیں ان کے جو ڈیو رائیٹس ہیں وہ دینے ہیں۔ ان کو ان کا ڈیو ریگارڈ دینا ہے۔ آپس میں بھی ہم تفرقہ بازی میں انفارچونیٹلی (بدقسمتی سے ) پھنس چکے ہیں فلاں شیعہ ہے فلاں سنی ہے، فلاں احمدی ہے فلاں وہابی ہے ان سب ڈفرنسی ایشن (تفرقات) کو ختم کر کے صرف اور صرف اپنی شناخت ایک مسلمان ایک پاکستانی بنانے کی ضرورت ہے۔**

جب ہم آپس کے تمام ڈفرنسز (اختلافات) کو ختم کریں گے، محنت کریں گے، یہاں بچے بھی موجود ہیں، تو ہم ایک بہتر مستقبل اور بہتر پاکستان، سٹرانگ پاکستان کو کارو آؤٹ (بنانا) کر سکتے ہیں ایسا پاکستان جس کی طرف تمام مسلم ورلڈ دیکھتی ہے، کہ یہ مسلم ورلڈ میں جہاں پہ بھی مظالم ہوتے ہیں تو (مسلم دنیا کی) پاکستان کی طرف نظر جاتی ہے کہ پاکستان کچھ نہ کچھ کرے گا لیکن ہمارا جب تک گھر کمزور ہے ہم انٹرنلی (اندرونی طور پر) کمزور ہیں تب تک ہم اتنی زیادہ اس طرح سے انٹرنیشنل سیناریو میں نہیں تبدیلی کر سکتے، لیکن جب ہم گھر سے مضبوط ہوں گے، ہم خود مضبوط ہوں گے، ہمارے آپس کے تمام ڈفرنسز (اختلافات) ختم ہوں گے اور ہم یونائیٹ (متحد) ہوں تبھی ہم یہ جو دشمن ہے جو ایکسٹرنل اور جو اینی میز (دشمن) ہیں اور جہاں جہاں پہ ظلم ہو رہا ہے مسلمانوں کے خلاف وہاں پہ آواز اٹھا سکیں (گے ) ۔

تو سب سے پہلے اپنے گھر کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے، ۔ جو ہمارا اسلام اتنا خوب صورت ریلیجن (مذہب) ہے اتنا خوب صورت دین ہے اس کی سنہری تعلیمات پہ عمل کریں تو کوئی اور چیز باقی نہیں رہ جاتی ہمارے لیے کسی اور گائیڈنس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارے لیے تمام جو ایک کوڈ آف لائیف ہے پرفیکٹ ترین کوڈ آف لائیف ہے ”

پوری تقریر تو نیٹ پر مل نہیں سکی، جو ٹکڑے موجود ہیں انہیں میں نے یہاں لکھ دیا ہے۔ تقریر کے معیار کو تو چھوڑ ہی دیں، یہ آج کا موضوع نہیں ہے۔ اور ویسے بھی ہمارے تعلیمی نظام اور مطالعہ پاکستان سے توقع بھی اتنی ہی ہے۔

اب آتے ہیں اصل معاملے کی جانب، اگر یہ تقریر عقیدے کی چھلنی سے نہیں گزر سکتی تو سمجھ لیں کہ معمولی نوعیت کے سنجیدہ سوال کی گنجائش تو ممکن ہی نہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ اس تقریر میں بھی ہونہار پاکستانی مسلمان نوجوانوں نے مذہبی لحاظ سے ناقابل قبول مواد تلاش کر لیا ہے۔ اور نہ صرف تلاش کر لیا ہے بلکہ ان کے جذبات اتنے مجروح ہوئے ہیں کہ انہوں نے اسی وقت ایکشن لے لیا۔ ایکشن بھی اس لیول کا کہ ہمارے ملک کی مضبوط بیوروکریسی کو ہلا کے رکھ دیا۔ ضلح لیول کی انتظامیہ جو عام شہریوں کو کیڑے مکوڑوں سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتی ہے انہیں بھی جھکنا پڑا اور نہایت توہین آمیز انداز میں کیے گئے سوالات کے جواب دینے پڑے۔ انہیں اپنے ذاتی عقیدے کے متعلق بتانا پڑا کہ وہ کیا ہے اور کیسے اس نوجوان کے عقیدے سے مختلف نہیں ہے۔ اور عقیدے کی وضاحت میں یہ کافی نہیں تھا کہ ”میرے بیٹے کا نام محمد ہے“

وہ تو میڈم شکر کریں کہ وہ پاکستان کی ایک عام شہری نہیں ہیں ورنہ تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ جیلوں کی کال کوٹھڑیوں سے لے کر زندہ آگ میں پھینکے جانے سمیت سب کچھ ہی ہو چکا ہے۔

بہت سے لوگ تو اس واقعے پر بالکل بھی حیران نہیں ہیں کیونکہ انہیں خبر تھی کہ ہم کس سمت بڑھ رہے ہیں۔ مذہب کا سیاست میں استعمال کبھی بھی خیر کی خبر نہیں لائے گا۔ میں بھی حیران نہیں ہوں۔ کون سی بات ہے اس میں حیران ہونے کی۔ ہم نے یہ نسل خود تیار کی ہے۔ ہم پچھلی کئی دہائیوں سے یہی کر رہے ہیں۔

اس نوجوان کو کیسے پتا چلا کہ اس کا مذہب کیا ہے اور اس کی حفاظت اس نے کیسے کرنا ہے۔ اسے کس نے بتایا کہ تمھارا عقیدہ سب سے اتم ہے اور باقی لوگوں کا عقیدے تم سے کمتر اور جھوٹے ہیں۔ اس نے یہ کہاں سے جانا کہ یہ سب لوگ تمھارے عقیدے کے دشمن ہیں اس لیے تم نے چوکنا رہنا ہے اور انہیں موقع نہیں دینا کہ وہ تمھارے عقیدے کو نقصان پہنچا سکیں۔ وہ اس نتیجے پر کیسے پہنچا ہے کہ اس کے عقیدے کو حفاظت کی خاص اور الگ ضرورت ہے۔

حفاظت میں یہ بھی شامل ہے کہ باقی سب لوگ تو تمہارے عقیدے کا احترام ظاہر کریں اور اس میں کبھی بھی کوتاہی نہ کریں تم پر دوسروں کے عقائد کو احترام دینا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو جھوٹے ہیں۔ اس لیے تم تو ان پر انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر سرعام لعنتیں بھیج سکتے ہو اور بھیجتے رہو۔ اس سے تمھارا عقیدہ محفوظ رہے گا۔

[**https://www.humsub.com.pk/288766/saleem-malik-155/**](https://www.humsub.com.pk/288766/saleem-malik-155/)

[**OP-ED**](https://dailytimes.com.pk/opeds/)

**Anarchy**

[**Yasser Latif Hamdani**](https://dailytimes.com.pk/writer/yasser-latif-hamdani/) **@theRealYLH**

**DECEMBER 16, 2019**

**THE DAILY TIMES**

As a lawyer my head hangs in shame at what my colleagues were up to at Punjab Institute of Cardiology. It is as simple as this: Central to the profession of law is the idea that you should only use legal and constitutional means. That does not mean that you never protest but the protest should never entail breaking the law. The so-called gentlemen ceased to be lawyers when they attacked a hospital, something that is not even done during war. It does not matter who started it. The fact is that a lawyer just does not break the law. A lawyer can never be an anarchist. A lawyer does not even engage in civil disobedience. A key example of this is the founder of this nation who we have reduced to a picture on the wall. He never even broke colonial laws that he was working to change. As a lawyer he understood that when law ceases to exist, there is only anarchy. The purpose of law is to protect life, liberty, property and the religious belief from the mob. Pakistan has never done that and in essence it is a lawless state.

The truth is that Pakistan is precisely in the kind of anarchy today that William Dalrymple speaks of in his wonderful book “The Anarchy” which is about the 18th Century Indian subcontinent plagued by competing interests. Pakistan too has multiple power centers who instead of working like institutions of the same government are often involved in intrigue and complex power plays- country be damned. It is always about institutional interests. Then you have the professional castes. Lawyers think they are a caste or a “biradari” rather than professional officers of the court. Similar thinking prevails amongst doctors and so on and so forth. I dare say that our military also assumes itself to be one. The much maligned caste system of ancient India was also about professions and the power play between them. The Brahmins, Kshatriyas, Vaisyas, Sudras and the untouchables were all organized around professions. It is a tragic reduction for the country that was supposed to be a rebellion against that age-old tradition which exists as a cultural lag for us.

**In this state of anarchy the minorities are the worst sufferers. Almost buried in the lawyer-doctor standoff is the story of a young assistant commissioner who was forced to repent after a mob was baying for her blood. Her crime? She had mentioned Ahmadis as a persecuted community in Pakistan and spoken for their human rights. This is tribalism and majoritarianism of the worst kind. Given our treatment of minorities, is it any wonder that majoritarian fascists in India and elsewhere use it an excuse to bring about bad laws like the Citizenship Amendment Bill 2019 in India, which now awaits the assent by the Indian president.**

*Whether a lawyer heeds the call to strike or not is ultimately a matter of his and her conscience and to be made to strike by force goes against the very idea of protest*

This rise of professional caste system, tribalism and violent majoritarianism leading to the mobs threatening life liberty and property of individual citizens is not just the lack of education. This much should patently clear after the events at PIC. A clear timeline for this exists since Pakistan banned student unions. Student Unions were a forum for the airing of grievances by students in a democratic manner. Since they were banned in 1984, you have seen an increase in ethnic and sectarian violence on our campuses. It started in Karachi but the fire has engulfed all of Pakistan. The lawyers and doctors of today are products of universities and educational institutions, which did not have student unions. All they have learnt is to achieve their ends through violence and blackmail. This then translates into professional associations, which aim at disruption rather than forwarding the goals of professional development.

Returning the issue of lawyers, the politics of the bar have been dominated by groups that are more interested in personal interests rather than any real benefit for their members. What happened at the PIC was partly because of the ongoing election campaign. Even the more moderate and cooler heads got swept aside or were forced to join the fray. It was equally upsetting to see members not just of Pakistani bars but those had been called to the bar in England and Wales engaging in this violent protests. Many lawyers love to put the prefix barrister before their name or claim to be a barrister otherwise but when it comes to following the ethics of the English bar, they are found wanting. This is because technically they are not practicing barristers and therefore not under the jurisdiction of the Bar Standards Board in London. Had they been though, they would all have been disbarred for bringing the profession into disrepute. It is one of the core duties of the Ethics handbook that they have breached. Pakistani bar also follows a similar code of conduct but it is seldom applied. This is because of the regulatory capture. For example, the Bar Councils have no locus standing in politics but are there to regulate professional conduct of lawyers. Yet because the Bar Council members are elected in the same way, they too are forced to bend the knee to popular sentiment.

We saw the clearest example of this when 60 lawyers were ousted from the Islamabad Bar Association with the recommendation that their licenses be cancelled. Their crime? They dared to appear before the High Courts on the day Islamabad Bar Association had called for a strike. A strike is a matter of conscience. Whether a lawyer heeds the call to strike or not is ultimately a matter of his and her conscience and to be made to strike by force goes against the very idea of protest. Doctors also strike (and may be they shouldn’t because they are an essential service) but imagine never has the now defunct PMDC ever been asked to cancel their medical licenses for not heeding a call to strike. My humble appeal to the Bar Councils is to instead of focus on reprimanding and disbarring those lawyers alone who have engaged in acts of violence.

I know that by writing this article, I may well have invited the wrath of the powers that be in the legal profession, but I feel that it is the clearest duty on my part as a lawyer to point out where we have gone wrong. I believe in the ideals of Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah and therefore I cannot hold my silence on the issue.

*The writer is an Advocate of the High Courts of Pakistan*

[**https://dailytimes.com.pk/521130/anarchy/**](https://dailytimes.com.pk/521130/anarchy/)

# خاتون اسسٹنٹ کمشنر کی ویڈیو بنانے والے ڈھونڈنا ممکن نہیں: انتظامیہ

## ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ خاتون اسسٹنٹ کمشنر بیٹھی ہیں جن کے ساتھ چند افراد بھی موجود ہیں اور ان سے طلبہ جارحانہ انداز میں سوالات کر رہے ہیں۔

**محمد ثاقب تنویر**

**Independent Urdu**

**جمعرات 12 دسمبر 2019**

**سوشل میڈیا پر مشہور ہونے والی ایک ویڈیو میں اٹک کی خاتون اسسٹنٹ کمشنر سے چند طلبہ احمدیوں کے حوالے سے ان کے عقیدے کے بارے میں تلخ انداز میں جرح کر رہے ہیں۔**

یہ ویڈیو گذشتہ روز سے سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہے جس پر صارفین حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ خاتون اسسٹنٹ کمشنر بیٹھی ہیں جن کے ساتھ چند افراد بھی موجود ہیں اور ان سے طلبہ جارحانہ انداز میں سوالات کر رہے ہیں۔

**ان سے ویڈیو میں نوجوان طلبہ احمدیوں کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے سوالات کرتے ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اس بارے میں اپنا موقف واضح کریں۔**

اسسٹنٹ کمشنر کو یہ سب وضاحت دینے پر اس لیے مجبور کیا گیا کیوں کہ اسسٹنٹ کمشنر کے مطابق انہوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے منعقدہ  ایک تقریب میں طلبہ کے سامنے کہا تھا کہ ملک میں تعصب اور امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح اسسٹنٹ کمشنر پر اپنے بیان کی وضاحت کے لیے دباؤ ڈالا جاتا ہے اور انہیں اپنے ذاتی عقیدے کی وضاحت کرنے کا بھی کہا جاتا ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر کے ساتھ بیٹھے ایک شخص وہاں پر موجود افراد کو بتاتے ہیں کہ ایک طالب علم نے اسسٹنٹ کمشنر کی تقریر پر ایک ’جائز نکتہ‘ اٹھایا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کے بیان سے لگتا ہے کہ شیعوں اور سنیوں کے ساتھ احمدیوں کو جوڑا گیا ہے جس سے یہ تاثر ملا ہے کہ یہ سب مسلمان ہیں۔

اسی حوالے سے اسسٹنٹ کمشنر کو آئین پاکستان کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ذاتی عقیدے کے حوالے سے وضاحت دینے کے لیے کہا جاتا ہے۔

اسسٹنٹ کمشنر نے وضاحت دیتے ہوئے کہا کہ وہ انسانی حقوق پر بات کر رہی تھیں جس پر انہوں نے غیر مسلم پاکستانیوں، کشمیر اور خواتین کے حوالے سے بھی بات کی۔

**وہ ان طلبہ کو وضاحت دیتے ہوئے کہتی ہیں کہ انہوں نے غیر مسلم پاکستانیوں کے حقوق کے لیے بات کی تھی جس میں انہیں احمدیوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ ان کا مقصد تھا کہ ملک میں یکجہتی ہو۔**

**جس کے جواب میں طالب علم نے جارحانہ انداز میں 1973 کے آئین کا حوالہ دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر سے یہ بھی پوچھا گیا کہ کیا وہ سمجھتی ہیں کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں جس کی انہوں نے وضاحت دی اور کہا کہ ان کے اپنے بچے کا نام ’محمد‘ ہے۔**

پھر ان سے ویڈیو ریکارڈنگ کے دوران کہا گیا کہ وہ اس بات کی بھی وضاحت کریں کہ ان کا ختم نبوت کے حوالے سے کیا عقیدہ ہے۔

سوشل میڈیا پر اس حوالے سے لوگوں نے اسسٹنٹ کمشنر پر دباؤ ڈال کر وضاحت لینے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

**ٹوئٹر صارف شعیب اقبال کر کہنا تھا کہ اسسٹنٹ کمشنر کا واحد جرم تھا کہ پاکستانیوں میں یکجہتی کی بات کی تھی اور پاکستانیوں میں انہوں نے احمدیوں کو بھی شامل کیا تھا۔**

ایک اور ٹوئٹر صارف شبنم نے سوال کیا کہ اسسٹنٹ کمشنر نے اختلافات نمٹانے کی بات کی جس میں کیا برائی ہے۔

امن خان نے لکھا کہ یہ ویڈیو ہولناک ہے۔

انڈپینڈنٹ اردو نے اس حوالے سے ڈپٹی کمشنر اٹک علی عنان قمر سے رابطہ کیا جن کے دفتر میں یہ سب ہوا۔

علی عنان قمر کا کہنا تھا کہ انہوں نے یہ سب اس لیے کیا کہ معاملہ طول نہ پکڑے۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ اس سب واقعے کی ویڈیو کس نے بنائی تو ان کا کہنا تھا کہ میڈیا یا طالب علموں میں سے کسی نے بنائی ہو گی۔

ویڈیو کے لیک ہونے کی تحقیقات کے بارے میں سوال پر ان کا کہنا تھا کہ ’اس معاملے کی تحقیق ممکن نہیں کیوں کہ آج کل ہر کسی کے پاس موبائل فون ہے۔‘

اسسٹنٹ کمشنر کی وضاحت سے قبل جب طلبہ شکایت لے کر حکام کے پاس آئے تو اس وقت بھی مختلف لوگ کھلے عام وہاں ویڈیو بناتے دکھائی دے رہے ہیں۔

انڈپینڈنٹ اردو نے خاتون اسسٹنٹ کمشنر سے اس حوالے سے رابطہ کیا تو ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

<https://www.independenturdu.com/node/23801/%D8%B3%D9%88%D8%B4%D9%84/%D9%B9%D8%B1%DB%8C%D9%86%DA%88%D9%86%DA%AF/%D8%AE%D8%A7%D8%AA%D9%88%D9%86-%D8%A7%D8%B3%D8%B3%D9%B9%D9%86%D9%B9-%DA%A9%D9%85%D8%B4%D9%86%D8%B1-%DA%A9%DB%8C-%D9%88%DB%8C%DA%88%DB%8C%D9%88-%D8%A8%D9%86%D8%A7%D9%86%DB%92-%D9%88%D8%A7%D9%84%DB%92-%DA%88%DA%BE%D9%88%D9%86%DA%88%D9%86%D8%A7-%D9%85%D9%85%DA%A9%D9%86-%D9%86%DB%81%DB%8C%DA%BA-%D8%A7%D9%86%D8%AA%D8%B8%D8%A7%D9%85%DB%8C%DB%81>